OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

عصری معاشرت میں انسانی تطہیر واصلاح کی بنیاد (افادیت مساجد کی روشنی میں اختصاصی مطالعہ)

حافظ جمشید اختر
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا۔
ڈاکٹر میمونہ تبسم
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

ABSTRACT

This Study "The foundation of Sanctification and reformation in contemporary social set-up" deals with the importance of masjid in the society. Masjid as an institution plays very vital role in the daily affairs of people like conflicts, among social communities etc. There are certain references from History, Quran, Seerah and Sunnah of Hazrat Muhammad (SAWW).

Keeping in view the outlook of Islam towards the training of the people through different institution the role of masjid is discussed that how it can be fruitful not only to perform some religious obligation relating personal like but reformation of people's attitude regarding social habits. Unity among the Muslims, social problems and the ways to solve them, a democratic behavior, guarding of Muslim ideology can be actualized through masjid. The education of common people in the matter of daily life, sectarial conflict can be minimized in masjid. The study has discussed the renewal effects regarding the importance of masjid.

Today, as Muslim society has gone very far of its responsible leading role in the world, mosques can play role to bring them back to their origin. This article highlights almost all aspects of possible forms of mosques role in upbringing Muslim society to provide responsible and pious individuals.

اسلامی تربیت گاہوں میں مساجد کو عبادت، تعلیم وتربیت، ثقافت اور تہذیب وتمدن کے اعتبار سے مرکزی مقام حاصل ہے بلکہ اسلام کے ابتدائی پیروکاروں کی تمام سرگرمیوں کا مرکز مساجد ہی تھیں۔ سرورِ دوعالم ﷺ نے جب ہجرت کی تو مدینہ سے جنوب مغربی جانب تین کلومیٹر کی مسافت پہ قباء مقام پر بنو سالم کے محلّہ میں مسجد قباء تعمیر فرمائی[1] جو کہ تاریخ اسلام میں دین کی اشاعت کی پہلی مسجد کہلائی ہے اور پھر مدینہ آکر مسجد نبوی کی بنیاد رکھی[2] (مسجد نبوی کی بنیاد یوم الاثنین ۴ ربیع الثانی، تیرہ نبوی/اکتوبر ۶۲۲ء کو رکھی گئی) جو اسلامی ریاست کی ابتدائی تاریخی مسجد کی حیثیت سے نمایاں ہوئی۔ پھر اسی مسجد سے علم وعرفان، تہذیب وتمدن، اتحاد ویگانگت، اجتماعیت، برابری اور

بھائی چارہ کے احساس نے جنم لیا جس سے معاشرہ بڑی سرعت کے ساتھ ترقی کے مراحل طے کرتا چلا گیا۔اور اسی سے ایک ایسے معاشرے نے جنم لیا جس کے نقوش اختتام دنیا تک باقی رہیں گے۔

موجودہ دور میں ملت اسلامیہ کے پیرو کاروں میں معاشرتی ،معاشی،اخلاقی ،رفاہی، عدالتی ،مذہبی،سیاسی،دفاعی الغرض ہر سطح پر خرابی آچکی ہے،اس کی ابتداء تب سے ہوئی جب مسلمانوں نے اپنا رابطہ مسجد سے کم کر لیا،آج بھی اگر مساجد کی افادیت کو سمجھتے ہوئے ان سے تربیتی مقاصد حاصل کیے جائیں تو یقیناً موجودہ معاشروں کی اصلاح کے لیے اس کار خیر میں بڑا سامان ہے۔

انسانی تطہیر و اصلاح کی بنیاد

ذیل میں تشکیل معاشرہ اور انسانی تطہیر و اصلاح کی اہم بنیاد یعنی مساجد کے کردار کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ یہ کن پہلوؤں سے معاشرہ میں نمایاں کردار اداء کر سکتی ہیں:

ا۔ظاہری و باطنی طہارت اور انفرادی تربیت

مساجد اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگوں کی روحانی و جسمانی طہارت کے ساتھ ساتھ معاشرتی، مذہبی اور اخلاقی تربیت میں کئی طریقوں سے اہم کردار اداء کرتی ہیں مثلا :

الف۔ظاہری و باطنی طہارت

اہل ایمان جب نماز کی ادائیگی کی خاطر بیوت اللہ کی طرف محو سفر ہوں تو وہ چارو ناچار ادائیگیِ نماز سے پہلے جسم ،کپڑوں اور جگہ کی صفائی کا اہتمام کرتے ہیں کیونکہ طہارت و نفاست کے بارے فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ . وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴾"[٣]

(اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی سے دور رہ۔)

سورہ مدثر کی ان آیات کے ضمن میں مفتی شفیعؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"ثیاب ثوب کی جمع ہے اس کے اصلی اور حقیقی معنی کپڑے کے ہیں اور مجازی طور پر عمل کو بھی ثوب اور لباس کہا جاتا ہے، قلب اور نفس کو بھی اور خلق اور دین کو بھی۔انسان کے جسم کو بھی لباس سے تعبیر کیا جاتا ہے جس کے شواہد قرآن اور محاورات عرب میں بکثرت ہیں۔۔۔اگر ان الفاظ سے سبھی معنی مراد لئے جاویں تو کوئی بُعد نہیں،اور معنی اس حکم کے یہ ہوں گے کہ اپنے کپڑوں اور جسم کو ظاہری ناپاکیوں سے پاک رکھئے، قلب اور نفس کو باطل عقائد و اختلافات سے اور اخلاق رذیلہ سے پاک رکھئے۔پائجامہ یا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی ممانعت بھی اس سے مستفاد ہوتی ہے کیونکہ نیچے لٹکے ہوئے کپڑوں کا آلودہ ہو جانا بعید نہیں،تو تطہیر ثوب کے حکم میں یہ بھی آگیا کہ کپڑوں کو یوں پہنا جائے کہ وہ نجاست سے دور رہیں،اور کپڑوں کے پاک رکھنے سے یہ بھی مراد ہے کہ کسب

حرام سے نہ بنائے جائیں، کسی ایسی وضع وہیت کے نہ بنائے جائیں جو شرعاً ممنوع ہو پتہ چلا کہ یہ تطہیر ثوب کا حکم نماز کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ سب حالات میں عام ہے اس لئے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ غیر حالت نماز میں بھی بغیر کسی ضرورت کے جسم کو ناپاک رکھنا یا ناپاک کپڑے پہنے رکھنا یا ناپاک جگہ میں بیٹھے رہنا جائز نہیں۔۔۔"[۴]

اسی طرح ادائیگی نماز سے پہلے ظاہری طہارت کا اہتمام اس لئے بھی ضروری ہے کہ مسلمان کو پتہ ہے کہ نجاست کی موجودگی میں نماز قبول نہیں ہوتی فرمان نبوی ﷺ ہے :

"لاتقبل صلاۃ بغیر طھور"[۵]

"طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی "

مذکورہ نصوص میں مسلمانوں میں صفائی وستھرائی کی اہمیت کو نمایاں کیا جارہا ہے کہ مساجد کے ذریعے جس معاشرہ کو پروان چڑھایا جائے گا وہ انتہائی صاف ستھرا ہوگا۔ اس میں دن بھر پانچ مرتبہ طہارت اور وضو کی بدولت جسمانی اور روحانی نظافت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ نیز مسلمان نمازی ظاہری طہارت کے ساتھ ساتھ باطنی غلاظت یعنی ،کینہ ،کفرانِ نعمت، بخل، جلن، نفرتِ انسانیت، تکبر وغیرہ سے بھی اجتناب کی سعیِ کامل میں رہتا ہے ۔

ب۔الہی تعلق میں استقامت اور ایمانی شہادت

مومن جب پانچ دفعہ مسجد میں جاکر اللہ کے حضور سجدہ کرتا ہے تو نماز کا یہ عمل بندۂ مومن کو اللہ کے قریب کرتے ہوئے اس کا تعلق بھی مضبوط بناتا ہے اور یہی مضبوط تعلق اس کو احباب کی مجلس ،رشتہ داروں کی محفل ،کام کی مصروفیت اور نیند کے غلبہ سے بے پرواہ کر کے مسجد کی طرف جانے کے لئے مجبور کرتا ہے ۔ایسی صفات کے حامل لوگ ہی مساجد کی آبادی اوراس کی نگہبانی میں دلچسپی لیتے ہیں جو کہ قلبی محبت کے ساتھ ایمان کا بھی ثبوت ہے۔ارشاد شفیع المذنبین ﷺ ہے :

"إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالإِيمَانِ-- من امن با لله واليوم الاخر"[۶]

"جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجد کی نگہبانی کا خیال رکھتا ہے تو اس کے مومن ہونے کی شہادت دو۔ بیشک اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ : مساجد کی رونق کو ایماندار ہی دوبالا کرتے ہیں۔"

ج۔فرائض کی ادائیگی کا اہتمام

نماز اسلام کی عمارت کا ایک اہم ترین رکن ہے۔اس کی ادائیگی دیگر ذمہ داریوں سے عہدہ براہ ہونے کا احساس پیدا کرتی ہے کیونکہ جس بندۂ مسلمان کے دل ودماغ میں خوفِ ربانی اور محبت اس قدر موجزن ہے کہ حصولِ محبت الہی کی خاطر اور احتساب کے خوف سے فرائض یعنی حقوق اللہ کی ادائیگی کا اہتمام کرتا ہے وہ یقیناً حقوق العباد سے بھی کبھی صرف نظر نہیں کر سکتا۔

د۔ وقت کی پابندی

پانچوں نمازوں کو ان کے مقررہ اوقات پر اداء کرنے سے ایک مسلمان کے دل میں وقت کی پابندی ،وعدے کی پاسداری اور لمحات کی قدر و قیمت کی اہمیت کا احساس نمایاں ہوتا ہے ،جس سے انہیں اپنے تمام امور بروقت ادا کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے جو کہ معاشرے میں نیک نامی کا سبب بنتی ہے۔ نماز کو مقررہ وقت پر اداء کرنے کی مناسبت سے حکم ربانی ہے۔

﴿إِنَّ الصلٰوة كَانَت عَلَى المومِنِينَ كِتَاباً مَوقُوتاً۔﴾

(بیشک نماز مسلمانوں پر مقرر وقت پر فرض کی گئی ہے۔)

صاحبِ ضیاء القرآن اس نص کی شرح میں لکھتے ہیں :

"نماز کے متعلق یہاں دو خصوصیات کا ذکر فرمایا "کتاباً" اور "موقوتاً"۔ کتاب کا مفہوم تو یہ ہے کہ ادائیگیِ نماز تم پر فرض ہے تمہاری مرضی پر اس کا انحصار نہیں کہ موج میں آئے تو ادا کر لی اور موج میں نہ ہوئے تو چھوڑ دی۔۔۔ موقوتا کا مفہوم ہے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے اوقات مقرر ہیں۔اس لئے ہر نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا فرض ہے یہ نہیں کہ جب جی چاہا اٹھ کھڑے ہوئے اور دو تین ساتھ پڑھ ڈالیں۔۔۔"[۸]

۲۔ معاشرتی و اجتماعی معاملات میں اصلاحی اثرات

مسجد مسلم معاشرے کا اصلاحی مرکز ہے اس اعتبار سے بہت سے معاشرتی اور اجتماعی معاملات اس سے وابستہ ہیں۔ مثال کے طور پر :

الف۔ اتحادِ مسلم کا عملی نمونہ

بندہِ نمازی جب ادائے صلاۃ کے لئے عبادت گاہ تک پہنچتا ہے تو اسے دیگر نمازی ایک ہی صف میں بھائی چارے کے رشتہ میں جڑے دکھائی دیتے ہیں، کیونکہ مسجد میں ذات پات ،رنگ و نسل ،علاقے اور ملک ،امیر و غریب میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ بلکہ تمام عرب و عجم کے اعلیٰ و ادنیٰ ایک ہی صف میں بلا امتیاز ایک امام کے پیچھے سر جھکائے کھڑے ہوتے ہیں۔ فرمان نبوی ﷺ ہے :

"سووا صفوفكم"[۹]

(تم اپنی صفوں کو برابر کرو۔)

مفکر پاکستان ، شاعر مشرق ڈاکٹر اقبالؒ ایک نظم 'شکوہ' میں اسی مساوات کی یوں تصویر کشی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ :

"ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز   نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے   تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے "[۱۰]

ب۔ اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کے مواقع

جب مسلمان مسجد میں اکٹھے ہوتے ہیں تو آپس میں حقوق و فرائض کی ادائیگی اور اسلامی احکامات پر عمل کرنے کے بہت سے مواقع ملتے ہیں مثلاً سلام و جواب کرنا، بیمار کی عیادت کرنا، ضرورت مندوں کی مدد کرنا نیز اس کے علاوہ بھی بہت سے عوامل پر عمل کرنے کا موقع ملتا ہے۔ خصوصاً احکاماتِ اسلامی کے بارے محاسبہ کا عمل اور ترغیب بھی اسی مرکزِ تربیت میں بعض دفعہ پڑھنے کو ملتی ہے۔ جیسا کہ پیغمبرِ رحمت ﷺ نے ایک دفعہ یوں فرمایا:

" موجود لوگوں میں سے کون ایسا فرد ہے جس نے آج روزہ رکھا ہو؟ سیدنا ابو بکر صدیقؓ گویا ہوئے کہ : رسول اللہ ﷺ ! میں نے آج روزہ رکھا ہوا ہے۔ تو پھر نبی ﷺ نے پوچھا: آج تم میں سے کس نے کسی مسلمان بھائی کا جنازہ پڑھا ہے؟ سید نا صدیق اکبرؓ نے واضح کیا: اللہ کے رسول ﷺ ! میں نے جنازہ پڑھا۔ ارشاد ہوا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا: اے حبیبِ خدا! ﷺ ! بندہ عاجز نے آج مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ پھر رسولِ رحمت ﷺ نے پوچھا! آج کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ ابو بکر صدیقؓ عرض کرتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ ! میں نے آج مریض کی عیادت کی ہے۔ آپ ﷺ اپنی زبان اقدس سے یہ الفاظ ارشاد فرماتے ہیں: 'ما اجتمعن فی امری الا دخل الجنة' (جس فرد میں یہ ساری خوبیاں اکٹھی موجود ہوں وہ یقیناً جنت میں جائے گا) "[۱۱]

ج۔ اجتماعی مسائل کا ادراک اور لوگوں سے برتاو کی تربیت

معاشرے میں بیوت اللہ کے ذریعے بہت سے سماجی مسائل سے آگاہی ملتی ہے، یہی وہ جگہ ہے جس میں لوگ ایک دوسرے سے بلا روک ٹوک ملتے اور درپیش مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔ جس سے انفرادی و اجتماعی مسائل کا اندازہ ہوتا ہے کہ کون محلّہ میں بیمار ہے اور کون فوت ہو گیا ہے؟ کون فقیر و مسکین ہے اور کون صاحب و غنی ہے؟ کون دین کی محبت میں شب و روز اپنی جان و مال قربان کرنے کے لئے تیار ہے اور کون اسلام مخالف افکار کا حامل ہے؟ نیز یہی مراکز اپنے سے وابستہ لوگوں کی تربیت کرتے ہوئے حلم و بردباری، نرمی و رواداری اور اخوت و بھائی چارہ کا درس دیتے ہوئے انہیں شدت پسندی و سختی سے محفوظ رکھنے کی بھی تلقین کرتے ہیں۔ جیسے مشہور صحابی عبد الرحمٰنؓ بن صخر کی حدیث میں ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد نبوی کے صحن کے ایک گوشہ میں پیشاب کر دیا تو لوگ سختی کے ساتھ اسے روکنے کے لئے آگے بڑھے تو رسولِ خدا ﷺ یوں گویا ہوئے کہ :

"دعوه واهرقوا على بوله سجلا من الماء فانما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين"

(اسے پیشاب کرنے سے منع نہ کرو بلکہ اس کی نجاست پر ایک بالٹی پانی بہادو کہ تمہیں سہولت دینے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، دشواری پیدا کرنے والا نہیں)[۱۲]

اسی مسجد میں بیٹھ کر رسولِ رحیم و شفیق ﷺ نے سینکڑوں مہاجرین کی پریشانی کو انصاریوں سے مشاورت کر کے مواخات کے ذریعے ختم فرمایا، اور پھر اسی مرکزِ تربیت میں میثاق مدینہ جیسا اہم واقعہ پیش آیا جس کی بدولت مدینہ کے دفاع کو مستحکم بنایا گیا، نیز لوگوں کے درپیش مسائل کو مسجد نبوی میں سن کر حل فرمایا جیسے حجر اسود کی تنصیب کا واقعہ ہے۔[۱۳] بنو مخزوم قبیلہ کی فاطمہ نامی عورت کا واقعہ مسجد کے عدالتی پہلو کو نمایاں کرتا ہے[۱۴]، پھر یہی مسجد دفاعی اقدامات اور جنگی تیاری کی چھاونی کے طور پر استعمال ہوتی اور جہادی قافلوں کو یہاں سے روانہ کیا جاتا تھا اور یہ مسجد عہد نبوی میں گیسٹ ہاوس کی حیثیت بھی رکھتی تھی وغیرہ۔

۳۔فرمانبرداری اور اجتناب گناہ کی تربیت

مسجد چونکہ ایک اجتماعی معاشرتی اور فلاحی ادارہ ہے اس لئے یہاں متنوع مزاج کے حامل احباب اکٹھے ہوتے ہیں جن میں اچھے اور برے اخلاق کے حامل بھی ہیں توان میں اچھی عادات والوں کے حسن اخلاق اور مثبت خوبیوں کو دیکھ کر دوسرے لوگ اپنی اصلاح کرتے ہیں اور نماز بھی بذات خود جب شرف قبولیت سے نوازی جاتی ہے تو یہ نمازی کو مجبور کردیتی ہے کہ وہ منکرات اور اعمال سیئہ کو ترک کردے، مسجد میں انسان جھوٹ، غیبت، دھوکہ، اور بے حیائی وغیرہ سے انفرادی سطح پر باز آجاتا ہے یہی مشق اسے ہمیشہ کے لئے ان اخلاق رذائل سے بچنے کا عادی بنا دیتی ہے۔فرمان خداوندی ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ﴾[۱۵]

(بیشک نماز فحش اور گناہ والے کاموں سے منع کرتی ہے)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ درج کرتے ہیں:

"یہ الفاظ دو مفہوم پر مشتمل ہیں۔پہلی بات یہ کہ اللہ تعالی نے نماز میں تاثیر ہی یہ رکھ دی ہے کہ اس سے بے حیائی اور برے کاموں کا ارادہ ختم ہو جاتا ہے۔جیسے پانی میں خدا نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہ پیاس بجھاتا ہے۔اور دوسری بات یہ ہے کہ نماز کا مقصد ہی نمازی کو بے حیائی اور برے کاموں سے باز رکھنا ہے"[۱۶]

ایک دوسرے مقام پر عصر جدید و قدیم کے عام ارتکاب کئے جانے والے گناہ کی اصلاح کرتے ہوئے نشہ جیسی ام الخبائث سے روکا گیا ہے جس سے مسلمان نمازی آداب مسجد کو ملحوظ رکھ کر نشہ جیسی عادت سیئہ سے پرہیز کرتا ہے، کیونکہ عقل سلیم کے درست نہ ہونے کی حالت میں اسے نماز کی ادائیگی سے منع کر دیا گیا ہے اس لیے بندہِ مومن عقل سلیم کو زائل کرنے والی چیزوں سے اجتناب کرتا ہے، فرمان باری ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾[۱۷]

(اے مومنو! نشہ کی حالت میں نماز کے نزدیک نہ جاو یہاں تک کہ تمہیں پتہ چل جائے کہ تم کیا کہہ رہے ہو)

۴۔اسلامی تہذیب و تمدن کی پاسداری

مساجد کا ایک کردار تہذیبی اور ثقافتی ہے۔انہی بیوت اللہ میں لوگوں کو اپنی مذہبی ثقافت کو مزید سمجھنے کا موقع ملتا ہے، اور بیشمار ایسے امور ہیں جن کا تعلق بالخصوص مساجد سے وابسطہ ہیں مثلاً:

الف۔ مساجد بحیثیت بیت المال وزکوۃ وخیرات کا مرکز

ابتدائے اسلام میں مساجد فی سبیل اللہ مالی امور کا مرکز ہوتی تھیں، تمام فنڈز (مثلاً زکوۃ، صدقات، خیرات وغیرہ) اور چندے مسجد میں اکھٹے ہوتے اور تقسیم ہوتے تھے اور یہ سلسلہ سرورکائنات ﷺ کا شرع کیا ہوا بعد کے کئی ادوار تک چلتا رہا۔ نیز عہد نبوی ﷺ میں عشر، صدقات، فطرانہ، جنگ کے لئے ساز وسامان، مال غنیمت کا مال ،مال فئی اور ہنگامی طور پر کسی کے تعاون کے لئے جہاں مال وزر اکٹھا کیا جاتا تھا وہ مساجد ہی تھیں۔

ب۔آداب مساجد اور انفرادی تربیت

بندۂ مومن جب بیوت اللہ کی طرف عازم سفر ہوتا ہے تو وہ اپنے ملبوسات، وضع قطع میں تہذیب وشائستگی اور نفاست وطہارت جیسے اہم امور کا خیال کرتا ہے جس سے مسلمانوں کی الگ ایک نمایاں پہچان باقی رہتی ہے جو صرف مسجد کی بدولت ہی ممکن ہے۔فرمان الہی ہے:

﴿يَا بَنِي آدَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾[۱۸]

(اے بنی آدم! ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو مزین کیا کرو۔)

ج۔آدابِ میل جول

اہل مومن جب مساجد میں اکھٹے ہوتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے میل جول کے ذریعے بہت سے سماجی آداب سے آشنا ہوتے ہیں بالخصوص جمعہ وعیدین کے موقع پر ایک دوسرے سے متنفر لوگ بھی باہم شیر وشکر ہو جاتے ہیں، ایک دوسرے کو مبارک دیتے ہیں جو معاشرے میں نفرتوں کے خاتمے اور محبت کو پھیلانے کا اہم موقع ہوتا ہے۔ جیسا کہ فتح مکہ کے بعد بالخصوص جو وفود حضور ﷺ کے درِاقدس المدینہ المنورہ میں گروہ در گروہ آئے تو نبی ﷺ ان سے مسجد نبوی میں ملاقات کرتے نیز انہیں اسلامی آداب زندگی کی رہنمائی علم وعمل کی روشنی سے بتاتے۔

مولانا نعیم صدیقیؒ نے "محسن انسانیت" میں بالتفصیل ان وفود (مثلاً: وفد ثقیف، بنی حنیفہ، بنو اسد، بنو کندہ، نجران، بنو عبس، وغیرہ) اور پھر ان کے ملاقات کے انداز تحریر کئے ہیں پھر آپ ﷺ کا ان سے حسن ملاقات کا انداز اور میزبانی اور مہمانوں کو ٹھہرانے کے انتظام وغیرہ پر بھی مدلل قلم اٹھایا ہے۔[۱۹]

د۔ مسجد بحیثیت تعلیمی مراکز

مسجد ایک ایسا ادارہ ہے جو تعلیم و تربیت میں بنیاد فراہم کرتا ہے۔ علامہ ابن خلدونؒ کے مطابق پہلی تین صدیوں میں مسجد ہی وہ درسگاہ تھی کہ تمام علوم وفنون اس میں پڑھائے جاتے تھے[20] اور سب سے پہلی درسگاہ، اصحابِ صفہ کے نام سے قائم ہوئی، معروف سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی نے لکھاہے کہ انہی لوگوں کو یہاں تعلیم و تربیت کے مراحل سے گزارا گیا تھا جن کی بدولت یمن، یمامہ، بحرین، حجاز، نجد، غرض پورے عرب کو بیدار کر دیا اور عرب سے باہر ایران، شام، مصر، حبشہ ہر جگہ اسلام کا پیغام پہنچ گیا[21] پھر غزوۃالفرقان میں جن سرداروں کو گرفتار کیا گیا تھا ان کا فدیہ یہ طے کیا گیا کہ ہر شخص ۱۰ مسلمان بچوں کو لکھناپڑھنا سکھادے۔[22]

تشکیل معاشرہ میں مساجد کے کردار میں حائل اہم رکاوٹ

اس سے مراد وہ عامل ہے جس کی موجودگی نے مساجد کے مقام و مرتبہ، قیامِ مساجد کے مقاصداور یہاں سے نکلنے والے اتحاد واتفاق اور قیام امن کے اہم پیغام کا گلادبادیاہے:

فرقہ واریت کی تائید

فرقہ واریت کی تائیدی کاوشوں نے لوگوں کے باہم مل بیٹھنے اور متحد ہونے کے احساس وشعور کو ختم کر دیاہے، دینی گروہ بندی اور مسلکی پرچار نے اتحاد کی تباہی مچادی ہے۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر مسلک کی الگ مسجد ہے جہاں پر مخصوص مسلکی فکر کی تشہیر کا اہتمام کیا جاتاہے، خود کو صراط مستقیم پر چلنے والا، دوسروں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہوا نظر آتا ہے، اسی تعصب اور تفرقہ بازی کے نتیجہ میں مسلم معاشرہ بے چین اور راہ اعتدال سے منحرف نظر آتاہے۔ عام مسلمان مساجد واہل مساجد سے باغیانہ روش اپنائے ہوئے ہے۔

فرقہ پرستی کے اختلافات نے باہمی لین دین اور محبت واخوت کے احساس کو زنگ آلود کر دیاہے۔ امن و اتحاد کے داعی نبی کریم ﷺ نے سبھی اختلافات مٹا کر خون ومٹی کی بنیاد پر تمام لوگوں کو ایک رشتہ میں باہم پرونے کا درس دیا۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

"أَنْتُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَاب"[23]

(تمام لوگ ابن آدم ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے)

خاتم الانبیاء ﷺ نے تعصب کی کسی بھی طرح پیروی کرنے والے کے متعلق فرمایا:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ"[24]

"جس نے عصبیت کی پکار کی اس کا تعلق ہم سے نہیں جس نے تعصب پر لڑائی کی وہ ہم سے نہیں اور جو تعصب پر مراوہ ہم میں سے نہیں"

رسول کریم ﷺ نے مومن کے خون، مال اور آبرو کو مسلمانوں کے لیے حرام قرار دیا۔

"کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُہُ، وَمَالُہُ، وَعِرْضُہُ"[۲۵]

(ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون بہانا، مال لوٹنا، اور عزت پامال کرنا حرام ہے)

مجموعی طور پر امت مسلمہ نے انتشار کے نتیجے میں آج تک بڑے نقصان اٹھائے ہیں۔ آج دنیا میں ۵۷ سے زیادہ اسلامی مملکتیں موجود ہیں۔ یہ تمام بے پناہ قدرتی وسائل اور خزانوں سے معمور ہیں، لیکن کتنے دکھ کی بات ہے کہ کوئی ایک بھی صحیح معنوں میں آزاد مملکت ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ان کے درمیان اتحاد و اتفاق نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ غیر مسلم آقاؤں کی خوشنودگی کے حصول کی خاطر ایک دوسرے کی سلامتی سے بھی کھیل جانے سے گریز نہیں کیا جاتا۔ اگر تمام مسالک کے مسلم اسکالرز 'واعتصمو ا بحبل اللہ جمیعا' کے مصداق اپنی صفوں میں اتحاد برقرار رکھیں تو نفاذ اسلام کی منزل دور نہیں ہے۔

دور حاضر میں مساجد کے موثر کردار کے لئے تجاویز

زمانہ موجود میں امتِ محمدیہ کی انفرادی و اجتماعی حیاتِ عارضی کا شیرازہ بکھر چکا ہے یہ ہمارے لئے بہت ہی نقصان دہ ہے نیز 'واعتصموا بحبل اللہ' کا نعرہ بلند کرنے والی یہ جماعت اب دیگر کئی گروہوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اسلامی معاشرہ محاسن اخلاق کے لباس کو زیب تن کرنے کی بجائے، رذائل اخلاق کا بھیانک نمونہ پیش کر رہا ہے۔ اخلاق سیئہ مثلاً: سماج میں بے چینی، بد امنی اور خوف و ہراس اور دہشت گردی عام ہے۔، بد دیانتی، بد عہدی، رشوت، دھوکہ دہی، ملاوٹ، جھوٹ اور فریب کا چال چلن عام ہے ان خرابیوں کو محو کرنے کے لئے حقیقت پر مبنی اسوہ حسنہ کو اپنانے کی ضرورت ہے، جن سے قرون اولی کا معاشرہ سکون، اتحاد، خیر خواہی، باہمی الفت اور معاشی استحکام کا ایسا بے مثال نمونہ بن گیا تھا کہ یمن کے دار الخلافہ صنعا سے اکیلی عورت حج کے لئے زیب وزینت اور زیورات سمیت محفوظ اور بے خوف وخطر مکہ تک کا سفر کر سکتی تھی[۲۶] وہ معاشرہ اتنا تربیت یافتہ اور خوشحال ہو گیا تھا کہ غنی زکوۃ دینے کے لئے نکلتے تو انہیں مستحق نہیں ملتا تھا۔[۲۷]

یقیناً اس قابل رشک اور یادگار مثالی زمانے کا آغاز مساجد کے ساتھ مستحکم تعلق سے ہوا تھا آج اگر ہم اپنے غیر معتدل اور تباہ حال سماج کی درستگی چاہتے ہیں تو ہمیں پھر سے معاشرے میں مساجد کو وہی مقام و مرتبہ دیتے ہوئے یہ اقدامات کرنا ہوں گے:

۱۔ مساجد کے ساتھ پختہ رابطہ رکھنا ہو گا۔

۲۔ بیوت اللہ میں باہمی اخوت و مساوات کی فضاء کو عام کرنا ہو گا۔

۳۔ مسجد کو رفاہی، انفرادی اور اجتماعی فلاح و بہبود کا مرکز بنانا ہو گا۔

۴۔ مساجد کو صحیح تعلیم و تربیت کا مرکز بنا کر پیش کرنا ہو گا وغیرہ۔[۲۸]

خلاصہ بحث

تشکیل معاشرہ اور انسانی تطہیر وصلاح کے لئے مساجد کا کردار نمایاں ہے۔ عصری سماج میں افرا تفری، خوف وہراس اور بدامنی زور وشور سے ہے۔ اقتصادی، سماجی، عائلی، قانونی اور اخلاقی بے راہ روی عام ہے۔ انسانیت کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے، ہٹ دھرمی، سینہ زوری اور عدم رواداری کی فضا عام ہے۔ ان تمام جرائم کا حل مساجد سے مضبوط تعلق میں پنہاں ہے، اس لئے آج کے اس پُر فتن دور میں ہمیں روحانی و جسمانی تطہیر و اصلاح معاشرہ کی خاطر مساجد کو اسی ذوق و شوق سے آباد کرنا ہو گا اور ان میں بیٹھ کر فہم دین اور قرآن کی محافل کو از سر نو رونق بخشنی ہو گی اور اصلاح معاشرہ کے لئے مسجد کے کردار کو پھر سے فعال بنانا ہو گا اور انہی خطوط پر عمل پیرا ہونا ہو گا جنھیں اپنا کر عرب کے بدو دنیا کے امام اور رہبر بن گئے تھے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ابن ہشام، عبد الملک، سیرت ابن هشام، ادارہ اسلامیات، لاہور ۱۹۹۴ء، ج ۱، ص ۱۳۳

۲۔ ابن کثیر، اسماعیل، ابو الفداء، البداية والنهاية، المکتبہ القدوسیہ، لاہور ۱۹۸۴ء، ج ۳، ص ۲۰۲

۳۔ سورۃ المدثر ۷۴: ۴۔۵

۴۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۴ء، ج ۴، ص ۶۱۱

۵۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، دار السلام، الریاض، ۲۰۰۰ء، رقم الحدیث: ۲۲۴۔

۶۔ امام ترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، دار السلام، الریاض، ۲۰۰۰ء، رقم الحدیث: ۲۰۲۶۔

۷۔ سورة النساء ۴: ۱۰۳

۸۔ ازہری، پیر کرم شاہ، ضياء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۹۵ء، ج ۱، ص ۳۸۵

۹۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار السلام، الریاض، لاہور، ۲۰۰۰ء، رقم الحدیث: ۷۲۳۔

۱۰۔ علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، حصہ اول: بانگ درا، اقبال اکادمی لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۹۴۔

۱۱۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۱۰۲۸۔

۱۲۔ بخاری۔ الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۴۱۲۸۔

۱۳۔ ازہری، پیر کرم شاہ، ضياء النبی، ضیاء القرآن، پبلیکیشنز، لاہور، ج ۲، ص ۱۵۲

۱۴ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۴۷۸۸۔

۱۵۔ سورة العنكبوت ۲۹: ۴۵

۱۶۔ کیلانی، عبد الرحمٰن، مولانا، تیسیر القرآن، مکتبۃ السلام، لاہور، ۱۴۳۲ھ، ج ۳، ص ۴۸۵

۱۷۔ سورة النساء ۴: ۴۳

۱۸۔ سورۃ الاعراف ۷:۳۱
۱۹۔ صدیقی، مولانا نعیم، محسن انسانیت، الفیصل ناشران، لاہور، ص: ۵۱۹-۵۴۰۔
۲۰۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن، تاریخ ابن خلدون، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت، ج ۱، ص ۳۵۰
۲۱۔ نعمانی، ندوی، شبلی، سلیمان، سیرت النبی، آر۔ زیڈ پیکجز، لاہور، ۱۴۰۸ھ، ج ۴، ص ۱۹۴
۲۲۔ مبارکپوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، المکتبۃ السّلفیہ، لاہور، ص: ۳۱۴
۲۳۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث: ۵۱۱۶۔
۲۴۔ ایضاً، رقم الحدیث: ۵۱۲۱۔
۲۵۔ مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۲۵۶۴۔
۲۶۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۳۵۹۵۔
۲۷۔ نجیب آبادی، اکبر شاہ، تاریخ اسلام، نفیس اکیڈمی، کراچی ۱۹۸۶، ج ۱، ص ۳۵
۲۸۔ فاروقی، اصلاح معاشرہ میں مسجد کا کردار، رسالہ محدث، ص: ۷۷۔